مسلمان عورت کا ایمان

یایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

مسلک اہل حدیث کا داعی اور جمعیت اہل حدیث ہند کا نقیب

ترجمان

پندرہ روزہ

دہلی

مدیر
ابو الکلام احمد

راستہ یہ ہے

اقلیت کو ہمیشہ تعصب کا شکار ہونا پڑتا ہے مگر تعصب صرف اس وقت تک زندگی کی راہ میں رکاوٹ ہے جب تک ہم یکساں محنت کرکے یکساں حقوق حاصل کرنا چاہتے ہوں، اگر ہم حریف کے مقابلہ میں اپنی محنت کی مقدار بڑھا دیں تو تعصب کے لئے کام کرنے کا موقع خود بخود ختم ہو جائے گا۔

اگر آپ زندگی کے معاملات میں تعصب کا شکار ہو رہے ہیں تو شکایت اور چیخ و پکار میں وقت ضائع نہ کیجئے، بلکہ اپنی جد و جہد کی مقدار بڑھا دیجئے۔ آپ کی امتیازی لیاقت اور آپ کی بڑھی ہوئی محنت خود بخود آپ کو وہ سارے حقوق دلوا دے گی جن کو آپ مطالبات اور احتجاجات کے ذریعہ حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر ابھی تک حاصل نہیں کر سکے۔

۔ رحیم الدین خاں۔

بدل اشتراک پندرہ روپے۔ غیر ممالک سے پانچ پونڈ یا دس ڈالر

۱۵؍اگست ۱۹۸۱ء مطابق ۱۴؍شوال ۱۴۰۱ھ

D (50-N) 212

باب القرآن

قرآن کہتا ہے

یہ دن کبھی آئے گا

[illegible]

حکمت

[illegible]

الم نجعل لہ عینین ولسانا وشفتین وھدینہ النجدین۔

[illegible]

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (الذاریات)

[illegible]

درس حدیث

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من افطر یوما من رمضان من غیر رخصۃ ولا مرض لم یقض عنہ صوم الدھر کلہ وان صامہ رواہ الترمذی وابو داؤد وابن ماجہ واحمد والدارمی۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص بغیر کسی شرعی رخصت یا بیماری کے رمضان کا روزہ ترک کرتا ہے زمانہ بھر روزے (غیر رمضان میں) رکھنا اس کا بدل یا قضا نہیں ہو سکتا۔ اسے ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ، احمد، دارمی نے روایت کیا ہے۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سرفہرست حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی اس حدیث کی بنا پر فرماتے ہیں وہ انسان جس نے رمضان المبارک کا روزہ بلا وجہ بغیر کسی شرعی عذر کے نہ رکھا اس کی قضا ہو ہی نہیں سکتی خواہ وہ زندگی بھر روزے رکھتا رہے۔

اگر کسی شخص نے رمضان کا روزہ کسی شرعی عذر یا شرعی رخصت سے نہیں رکھا تو وہ غیر رمضان میں جب چاہے ایک روزے کے بدلے ایک روزہ رکھے اور اگر کسی نے روزہ رکھ کر توڑ دیا تو وہ قضا روزے کے علاوہ دو مہینے کے روزے لگاتار رکھے [illegible] تو اس کا یہ فرض ساقط ہو جاتا ہے لیکن ماہ رمضان کی برکات پھر بھی حاصل نہیں ہو سکتیں۔

بغیر عذر کے ماہ رمضان کا روزہ نہ رکھنے والا فاسق ہے [illegible] ایمان کا آخری درجہ ہے [illegible] ایمان کا کوئی درجہ نہیں۔

ایک بار حضرت عمر بن خطاب کے پاس ایک آدمی لایا گیا جو رمضان میں پی رہا تھا آپ نے اسے مخاطب کرکے فرمایا [illegible] ہمارے بچے بھی روزے رکھتے ہیں اور تجھے شرم نہیں آتی پھر اسے دُرّے لگانے کا حکم دیا۔

لمحۂ فکریہ: [illegible] رمضان المبارک کے [illegible] روزے رکھنا ترک کیا اس کا ادب و احترام [illegible] رمضان کا [illegible] اڑاتے ہیں [illegible]

[illegible] رمضان المبارک کے روزے رکھنے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کی توفیق عطا فرمائے [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا مصداق بن جاتے ہیں جس پر رمضان کے روزہ [illegible] جبرئیل [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے ۔۔۔۔

سو بات کی ایک بات

اہل مرقد کو نہ سمجھو دستگیر و مشکل کشا
جاہلیت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے
ذاتِ حق ہی کارساز و قاضی الحاجات ہے
اور یہ کے لب پر یہی سو بات کی اک بات ہے

تحقیق و تنقید

حضرت عائشہؓ کے نکاح اور رخصتی کی عمر

ایک سراپا غلط "تحقیق" کی تردید

مولانا ابوالقاسم صاحب قدسی مرحوم

چند اشکالات اور ان کا ازالہ

اہل اسلام میں جب تک وسعت علم اور دقت نظر کا عنصر غالب رہا کسی فرد نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس عمر کی شادی کو غیر معقول نہیں خیال کیا۔ مگر آج جبکہ ہر طرف کفر و الحاد کا غلبہ ہے۔ اور تجدد و نیچریت کا دور دورہ ہے، اس کی معقولیت کی نسبت بھی بحث جاری ہے اور اس موقع پر جو سوالات آج کل علی العموم ظاہر کئے جاتے ہیں۔ وہ یہ ہیں:-

(۱) حضرت عائشہ رض جیسی کمسن لڑکی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شادی کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔

(۲) آیا اس عمر کی لڑکی دلہن بننے اور ضرورت ازدواجی کے رفع کرنے کی اہلیت رکھتی ہے یا نہیں۔

(۳) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اس سے زیادہ عمر کی لڑکی نہیں مل سکتی تھی کہ اس کمسن بچی کے ساتھ عقد کیا؟

یہی وہ شکوک ہیں کہ اسلام میں جو بطور تعجب عوام علی العموم پیش کئے جا رہے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ان کا جواب بھی دے دیا جائے۔

جواب اشکال اول

یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام دنیا کے واسطے تھی اور یہ اور دین اسلام کی تکمیل آپ ہی کے ہاتھوں ہونے والی تھی اور ہوئی۔ ایسی صورت میں یہ ضروری تھا کہ جملہ مستورات کے احکام و مسائل بتلانے کے لئے آپ کے عقد میں جہاں کئی ایک عمر رسیدہ حرم تھیں، وہاں ایک کمسن حرم بھی ضرور ہونی چاہئے۔ بکار وکمسن اور کنواری بچیاں جو فرط حیا سے ماں باپ جیسی عزیز ہستی سے اپنے نسوانی مسائل حل نہ کر سکتی تھیں وہ خاص آپ سے حل کرا سکے حالانکہ ان کا کرکے اپنی تشفی کر سکیں۔ اور اس کے لئے صرف حرم نبوی میں داخل ہونا ہی ضروری نہ تھا بلکہ اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی قابلیت کا پایا جانا بھی ضروری تھا۔ جو احکام و مسائل کے سمجھنے میں کافی مدد دے سکے۔ اور حالات و واقعات اس امر پر شاہد عدل ہیں کہ قدرت نے بحیثیت جو حضرت عائشہؓ کو تمدنی طور پر فضیلت حاصل تھی وہ ازواج مطہرات میں سے کسی اور کو باوجود زیادتی سن و سال حاصل نہ تھی اور یہی وجہ ہے کہ جس قدر احکام و مسائل حضرت عائشہ رض سے منقول ہیں کسی اور بیوی سے اس کا عشر عشیر بھی نہیں پایا جاتا اور یہی وجہ ہے کہ تمام دنیا اسلام آپ کے فضل و کمال کی معترف ہے "استیعاب" میں عطاء بن ابی رباح جیسے جلیل القدر بزرگ سے مروی ہے کہ:-

کانت عائشة رض افقه الناس واحسن الناس واعلم الناس رأیا فی العامة (استیعاب علی الاصابہ) صفحہ جلد ۴)

حضرت عائشہ رض تمام لوگوں میں زیادہ سمجھدار اور خوبیوں والی اور عام طور پر نہایت پختہ رائے رکھنے والی تھیں۔

اسی کتاب میں امام ابا الضحیٰ سے مروی ہے کہ حضرت مسروقؒ فرماتے تھے کہ رأیت مشیخة من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم الاکابر یسئلونها عن الفرائض یعنی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے جلیل القدر اصحاب کو دیکھا کہ وہ حضرت عائشہ رض سے فرائض کے مسائل دریافت کیا کرتے تھے۔

ہشام بن عروہ رح کا بیان ہے کہ میرے والد بزرگوار فرمایا کرتے تھے ما رأیت احدا اعلم بفقه ولا بطب ولا بشعر من عائشة رض۔ میں نے کسی کو حضرت عائشہ رض سے زیادہ عالم نہیں پایا۔ فقہ، طب، شعر، ان میں سے کسی ایک میں بھی کوئی ان کا ہم پلہ نہ تھا۔

امام زہری رح جو صحابہ کرام رض کے حالات سے بہتر ین واقفیت رکھنے والے اور علم حدیث اور فقہ کے مسلم استاد ہیں آپ کا بیان ہے کہ:-

لو جمع علم عائشة الی علم جمیع ازواج النبی صلی الله علیه وسلم جمیع النساء لکان علم عائشة افضل۔ "اگر حضرت عائشہ رض کا علم ایک پلہ میں رکھا جائے اور تمام ازواج مطہرات اور دیگر عورتوں کا دوسرے پلہ میں تو پھر بھی حضرت عائشہ رض ہی کے علم کا پلہ بھاری رہے گا"۔

ابوبردہ رح اپنے والد ابوموسیٰ رض سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے:

ما اشکل علینا امر فسألنا عنه عائشة الا وجدنا عندها فیه علماً یعنی مشکل سے مشکل مسئلہ بھی حضرت عائشہ رض سے دریافت کیا جاتا تو اس کے متعلق بھی علم کا خزانہ ان کے پاس موجود نظر آتا تھا۔

یہ تمام واقعات کتاب "الاستیعاب" اور "اصابہ" سے لئے گئے ہیں۔ جو اس فن کی اعلیٰ درجہ کی معتبر کتابوں میں شمار ہوتی ہیں۔

ان واقعات و حالات سے یہ بات کالشمس فی النہار واضح ہو گئی کہ حضرت عائشہ رض کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فوق العادت استعداد و قابلیت ودیعت کی گئی تھی جو عرب کیا ساری دنیا کی عورتوں میں اب تک اس کی نظیر نہیں پائی گئی۔ حتیٰ کہ وہ ازواج مطہرات جو آپ سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض صحبت سے مستفیض ہوئی تھیں اور ان میں سے اکثر اعیان قریش اور صنادید عرب ہی سے ان کا بھی تعلق تھا۔ اور ان میں سے ہر ایک نے آنحضرت ص کی صحبت بھی آپ سے کہیں زیادہ حاصل کی تھی مگر پھر بھی جو فضل و کمال اس کمسن اور خورد سال میں پایا گیا، وہ کسی اور معمر و سن رسیدہ سال میں نظر تک نہ آیا۔ ایسی صورت میں جبکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی آپ کو فضل و کمال کے بے انتہا محاسن سے پُر کر رکھا تھا۔ اور نکاح کے بعد آپ کی ذات گرامی سے وہ علم و فضل کے چشمے جاری ہوئے کہ اس وقت سے لے کر آج تک کے تمام اہل اسلام بغیر اس کے تشنہ کام نظر آتے ہیں۔ کیا کسی کو یہ کہنا سزاوار ہے کہ آپ نے تمام عرب میں سے آپ ہی کمسن اور خورد سال بچی کو کیوں منتخب فرمایا۔ اور سچ پوچھئے تو حقیقت واقعہ یہ ہے کہ جس اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے اندر فضل و کمال کے یہ جواہرات ودیعت کئے گئے تھے اور دنیا کے لئے آپ کی ذات گرامی کو منتخب کیا گیا تھا۔ اسی کی طرف سے آنحضرت ص کو رسم اندواجی کے بجا کرنے کا اشارہ بھی فرمایا گیا تھا۔ چنانچہ حافظ ابن عبد البر "استیعاب" میں لکھتے ہیں کہ:

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم قد رأی عائشة رضی الله عنها فی سرقة من حریر متوفی خدیجة فقال ان یکن هذا من عند الله یمضه فتزوجها بعد موت خدیجة رضی الله عنها۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رض کو ریشم کے کپڑے میں خواب میں دیکھا اس کے بعد حضرت خدیجہ رض کا انتقال ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ خواب خدا کی طرف سے ہے تو وہ اس کو سچا کر دکھلائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت خدیجہ رض کے بعد آپ نے حضرت عائشہ رض سے نکاح کیا۔ باقی آئندہ

اپنی معلومات میں اضافہ کیلئے ترجمان کے خریدار بنئے۔

گوشت میں سے حلال حرام کی پہچان

تلخیص و ترجمہ: محمد منیر قمر سیالکوٹی

ایسے ہی صحیح بخاری و مسلم میں آپ کا ارشاد ہے: اذا رمیت بسهمك فوقع في الماء فلا تاكل. جب تو تیر چلائے پھر شکار پانی میں گر جائے تو اسے نہ کھا اور ترمذی میں یہ روایت ہے: اذا علمت ان سهمك قتله ولم تر فيه اثر سبع فكل. جب تجھے یقین ہو کہ تیرے تیر نے قتل کیا ہے اور اس میں کسی درندے کا نشان نہ ہو تو اسے کھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے وان وقع في الماء فلا تاكل (اگر شکار پانی میں گر جائے تو اسے نہ کھا) کی تشریح میں لکھا ہے: اگر شکار پانی میں گر جائے تو اسے نہ کھا کیونکہ ایسی حالت میں یہ احتمال پیدا ہو جاتا ہے کہ اسے تیرے تیر نے قتل کیا ہے یا پانی میں غرق ہونے سے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کا تیر شکار کی رگ کو کاٹ چکا تھا جس سے وہ مر گیا ہے اور تیر کے ساتھ قتل ہو جانے سے پہلے پانی میں نہیں گرا، تو اس کا کھانا حلال ہے۔ امام نووی نے مسلم کی شرح میں کہا ہے: جب شکار پانی میں ڈوب جائے تو بالاتفاق حرام ہے۔

علامہ ابو القاسم رافعی نے تصریح فرمائی ہے: یہ اس وقت ہے جب کہ شکار اس زخم سے ذبح نہ ہو جائے، اگر اس زخم سے حلقوم کٹ جائے تو پانی میں گرنے کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اور اس بات کی تائید مسلم کی روایت بھی کرتی ہے: فانك لا تدري الماء قتله او سهمك. تو نہیں جانتا کہ اسے پانی نے قتل کیا ہے یا تیرے تیر نے۔ پس معلوم ہوا کہ جب اس بات کا یقین ہو جائے کہ وہ تیر سے ہی قتل ہوا ہے تو حلال ہے۔ (ملخص از فتح الباری شرح صحیح بخاری)

علامہ خطابی نے کہا ہے: شکار کے پانی میں پائے جانے کی شکل میں اسے کھانے سے اس بنا پر روکا گیا ہے کہ ممکن ہے پانی ہی اس کی ہلاکت کا سبب بنا ہو جو کہ تحریم کو لازم کرتا ہے اور یہی حال اس صورت میں ہے جب اس میں شکاری کے اپنے تیر کے علاوہ کوئی اور نشان پایا گیا ہو۔

دراصل ذبیحوں میں ان تمام شرائط کا پورا پورا خیال رکھا جائے گا جن کی بنا پر اباحت واقع ہوتی ہے جب تک ان میں سے کسی چیز کے واقع ہونے میں شک ہو معاملہ اصل، تحریم کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

گزشتہ تمام دلائل سے یہ واضح ہو گیا کہ ... کہ گوشت حرام ہے اور ... شریعت کے تقاضے ان کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں جیسا کہ عدی بن حاتم وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ جب سدھائے ہوئے سدھائے ہوئے کتے کے ساتھ کوئی دوسرا کتا بھی ہو یا جیسے کہ شکاری تیر مارے اور شکار پانی میں گر جائے تو اس بات کا احتمال ہے کہ اسے پانی نے ہلاک کیا ہو۔ اور جو ترمذی کی صحیح حدیث میں ہے: اذا علمت ان سهمك قتله ولم تر فيه اثر سبع فكل. اس حدیث کا مفہوم اس بات پر دال ہے اگر اس جانور میں کسی درندے کا نشان موجود ہو تو اسے نہیں کھایا جائے گا۔

قارئین اس سے بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ جب معاملہ اباحت اور ممانعت کے بیچ متردد ہو تو ممانعت کی جانب ہی غالب ہوگی اور یہ تردد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بخاری و مسلم والی حدیث: ان قوما حديث عهد بالاسلام ياتوننا باللحوم فلا ندري اذكروا اسم الله عليها ام لا فقال النبي صلى الله عليه وسلم سموا الله انتم وكلوا.

یہ نہیں ہے کہ کوئی بھی حدیث ایک مسلمان قوم کے بارے میں ہے۔ بات صرف اتنی تھی کہ وہ عہد کفر سے نکل کر نئے نئے ہی حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے۔ اس کے برعکس جو گوشت (عرب ممالک میں) بیرونی ممالک سے امپورٹ کئے جاتے ہیں اس کا ذبح کرنے والا نہ مسلمان ہے نہ کتابی بلکہ مجہول الحال ہے جیسا کہ گزشتہ صفحات میں ذکر ہے۔

ایسے ملک کا گوشت جہاں کے رہنے والوں کی اکثریت جانور کو شرعی طریقہ سے ذبح کرتے ہوں اور وہ مسلمان یا کتابی ہوں اور وہ مسلمان یا کتابی ہوں تو ان کا ذبیحہ ہمارے لئے حلال ہے۔ اور اگر وہ (۲) غیر شرعی طریقہ مثلاً گلا گھونٹ کر، سر کچل کر یا الیکٹرک شاک سے ذبح کرتے ہوں تو وہ حرام ہے اور اگر معاملہ (۳) مجہول الحال ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کیسے ذبح کرتے ہیں تو جانب خطر و ممانعت کے غالب ہونے کی بنا پر حلال نہیں۔ چنانچہ اور آج کل جو اکثر لوگ ذبح و طریقہ ذبح کی پرواہ کئے بغیر تمام گوشت کھائے جا رہے ہیں یہ کوئی قابل اعتبار یا بنیاد دلیل جواز نہیں ہے۔ واللہ المستعان۔

ایک واقعہ ایک سوال

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایک حوض کے پاس پہنچے۔ اس کا مالک پاس ہی بیٹھا تھا۔ حضرت عمرو بن عاص نے پوچھا اے صاحب حوض! کیا اس حوض سے کتے اور درندے بھی پانی پیتے ہیں؟ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے حوض والے! ہمیں اس کی خبر نہ دینا۔ ہم ان کے بعد وارد ہوتے ہیں۔ اس طرح تو یا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پانی کو اسی طہارت کی حالت پر قائم رکھا جیسا کہ وہ پہلے تھا۔

سوال: یہ ہے کہ کیا اس واقعہ سے کمیونسٹوں اور دیگر بے دین لوگوں کے ذبائح کی اباحت کا کوئی ثبوت ملتا ہے؟

جواب: اس واقعہ سے یہ استدلال کرنا غلط ہے کیونکہ پانی میں اصل طہارت اور حیوانات میں اصل حرمت ہے۔ جیسا کہ تفصیلاً گزر چکی ہے۔ پانی ذبح اور تزکیہ کا محتاج نہیں بخلاف حیوانات کے۔ ان میں شرعی طریقہ کے ساتھ ذبح کئے بغیر گوشت کا کھانا مباح نہیں بخلاف حیوانات اور ذبح کرنے والے کے لئے ذبح کرنے کا اہل ہونا بھی ضروری ہے۔ اس طرح پانی کو اس کی اصل طہارت پر قائم رکھنے سے ہر قسم کے ذبائح کی اباحت پر استدلال کرنا بے محل ہے۔

آں چیزے دیگر است و ایں چیزے دیگر

کفار و مشرکین کے ذبائح کا حکم

ائمہ اربعہ اور علماء کرام کے نزدیک کافر و مشرک کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں۔ چاہے انہوں نے ذبح کرتے وقت ذبیحہ پر اللہ کا نام ہی کیوں نہ لیا ہو کیونکہ اس کے تسمیہ کو بھی اسی طرح ضائع سمجھا جائے گا جیسا کہ اس کا ہر عمل ضائع ہو جاتا ہے۔ وہ اسی طرح ہوگا جیسا کہ اس پر اللہ کا نام لیا ہی نہیں گیا۔ تحریم کے قائلین نے ارشاد الٰہی وطعام الذين اوتوا الكتاب حل لكم کے مفہوم سے استدلال کیا ہے۔ کیونکہ اس میں صرف اہل کتاب کے ذبائح کی حلت کی تخصیص کی گئی ہے۔ اس آیت کا مفہوم اس بات پر دال ہے کہ اہل کتاب کے علاوہ کسی اور کا ذبیحہ ہمارے لئے حلال نہیں اور کثیر اہل علم نے غیر کتابی اور غیر مسلم کے ذبائح کی حرمت پر اجماع مسلمین نقل کیا ہے اور شاذ ہی کسی نے اختلاف کیا ہے۔

مجوسی کے ذبیحہ کا حکم

ابن قدامہ نے کہا ہے: اہل علم کا آتش پرست و سورج پرست مجوسی کے شکار اور ذبیحہ کی تحریم پر اجماع ہے سوائے ایسی چیزوں کے جن میں ذبح کا تعلق نہیں ہوتا۔ قرطبی نے کہا ہے: مجوسیوں کے بارے میں شاذ قول کے علاوہ تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ ان کے ذبائح نہیں کھائے جائیں گے اور نہ ان سے شادی کی جائے گی کیونکہ علماء سے مشہور قول کے مطابق

خدا کی مدد کس طرح آتی ہے

اسلامی تاریخ کا مشہور واقعہ ہے مسلمان لشکر کو اچانک ایک قلعہ کا سامنا کرنا پڑا۔ بڑھتے بڑھتے ایک قلعہ پر اس کی پیش قدمی رک گئی۔ مجاہدین وہاں اسلامی لشکر گھیرا ڈالے پڑا رہا۔ مگر قلعہ کسی طرح فتح نہیں ہو رہا تھا۔

آخر ایک روز امیر لشکر نے تمام فوجیوں کو جمع کیا ان کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت ہم سے چھوٹ رہی ہے جس کی وجہ سے ہماری فتوحات رک گئی ہیں۔ چنانچہ پورے لشکر نے جائزہ لینا شروع کیا بالآخر وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ مسواک کی سنت مجاہدوں سے ترک ہو گئی ہے۔ اس کے بعد فوراً ہر ایک نے مسواک حاصل کی، اور سارا لشکر ایک ساتھ بیٹھ کر مسواک کرنے میں مشغول ہو گیا۔

دوسری طرف قلعہ کی برجوں میں دشمن کے جو لوگ مقرر تھے، ان کے لئے یہ منظر عجیب و غریب ثابت ہوا۔ انہوں نے اپنے سرداروں کو خبر پہنچائی۔ اور پھر دشمن کے تمام سردار اس کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے۔ ساری اسلامی لشکر کو بیک وقت مسواک کرتے دیکھ کر ان پر عجیب ہیبت طاری ہوئی۔ انہوں نے کہا:

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دانت تیز کر کے ان کا ارادہ ہے کہ ہمیں دانتوں سے کاٹ کر کھا جائیں"

یہ سوچ کر وہ اتنے خوفزدہ ہوئے کہ انہوں نے خود سے قلعہ کے دروازے کھول دئے اور مسلمانوں سے ان کی شرائط کے مطابق صلح کر لی۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی مدد کس طرح آتی ہے۔ ہم اپنی سیدھی سادی چیزیں جب اسلامی رنگ میں کرتے ہیں تو وہی چیزیں دشمنوں کے لئے ایسی شکل میں ظاہر ہوتی ہے جس میں ان کے لئے شکست اور ہمارے لئے فتح کا سامان چھپا ہوتا ہے۔ مسواک کرنے کا تعلق براہ راست جنگ سے نہیں تھا۔ مگر جب انہوں نے اس کو سنت سمجھ کر اس پر عمل کیا تو اس میں خدا کی مدد سے ایک جنگی پہلو پیدا ہو گیا اور اس نے وہ کام کیا جو اس وقت تلواریں کرنے میں کامیاب نہیں ہو رہی تھیں۔

جب بندہ سچے دل سے دین پر عمل کرتا ہے تو خدا اس کے ذریعہ سے اس کی دنیوی ضروریات بھی پوری کر دیتا ہے

اس واقعہ کی روشنی میں اپنے ماضی اور حال کا مطالعہ کیجئے۔ انیسویں صدی کے وسط میں جب ہندوستان کے مسلمانوں کا غلبہ ختم ہونے لگا اس وقت اگر کوئی سوچنے والا یہ سوچتا کہ ہمارے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سنت ہم پوری نہیں کر رہے ہیں اس لئے ہم پر یہ افتاد پڑی ہے۔ اگر اس وقت کوئی شخص یہ سوچتا تو غور کیجئے کہ وہ کس نتیجہ تک پہنچتا۔ غالباً وہ اس نتیجہ پر پہنچتا کہ رسول اللہ کی سب سے بڑی سنت جس پر ہندوستان کے مسلمانوں کو عمل کرنا تھا، وہ یہ کہ اس ملک کے غیر مسلم باشندوں پر بھرپور تبلیغ کی جائے۔ اس معاملہ میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر پوری طرح عمل نہیں کر سکے ہیں۔ جبکہ آپ کا طریقہ یہ تھا کہ سارے لوگوں کو دین اسلام میں سمیٹ لینا چاہتے تھے اور اس معاملہ میں آپ کی بے قراری کا عالم یہ تھا کہ خود خدا کو کہنا پڑا:

لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین

(شاید اس غم میں تم اپنے کو ہلاک کر ڈالو گے کہ لوگ ایمان نہیں لا رہے ہیں)

غور کیجئے۔ اگر اس وقت ہم نے اس سنت کی تعمیل پر دھیان دیا ہوتا تو کیا ہوتا۔ کروڑوں مسلمان اس ملک کے غیر مسلم باشندوں پر تبلیغ کے لئے کمربستہ ہو جاتے۔ سارے ملک میں ایک نئی ہوا چل پڑتی۔ اخلاق، مدارات، حسن سلوک، افہام و تفہیم کے وہ سارے طریقے اختیار کئے جاتے جس کا نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ملتا ہے۔

کرنے والے بنیاد پر اس کام کو سنت سمجھ کر کرتے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوتا۔ اس وقت بظاہر اتنا ہی نظر آتا کہ ملک کی آبادی میں اسلام پھیل جائے لیکن اگر آج کے حالات کو سامنے رکھ کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ یہاں بھی بالکل مسواک والا واقعہ ہوتا۔ جس طرح مسواک محض ایک سنت اور دانت کی صفائی کا عمل تھا۔ مگر جب سنت سمجھ کر خوش کرنے کے لئے یہ کام کیا گیا تو اس کے اندر ایک حربی قوت پیدا ہو گئی۔ اسی طرح اسلام کو پھیلانے کا کام بظاہر محض ایک تبلیغی کام تھا۔ مگر خدا کی قدرت سے اس کے اندر ایک عظیم سیاسی قوت ظاہر ہو جاتی ہے جو کہ ممکن ہے سو برس پہلے کے سوچنے والوں کی سمجھ میں نہ آتی مگر آج وہ اتنی کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ ایک معمولی آدمی بھی اس کو سمجھ سکتا ہے۔

خدا کی مدد اسی طرح آتی ہے۔ مسلمان اپنا ہر کام خدا کی خوشنودی کے لئے کرتا ہے۔ وہ دنیوی وسائل اختیار کرتا ہے تو اس میں بھی اس کا ذہن خدا ہی کی طرف لگا رہتا ہے۔ وہ ہر کام کرنے سے پہلے یہ سوچتا ہے کہ اس سے خدا کے معاملہ میں کوئی کوتاہی تو نہیں ہو رہی ہے۔

جب بندہ اس طرح خدا کی طرف رخ کرتا ہے تو خدا بھی اس کا خیال کرنے لگتا ہے اور اس کے عمل میں ایسے ایسے پہلو پیدا کر دیتا ہے جس سے اس کے کام بنتے چلے جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان کی تمام کامیابیوں کا راز صرف دین پر عمل کرنے میں چھپا ہوا ہے۔ دین کا ہر کام مذہبی اور اخروی کام ہے۔ بندہ کو اسی جذبے اور نیت سے کرنا چاہئے۔ مگر یہ خدا کا فضل ہے کہ وہ اپنی غیبی قدرت سے اسی دینی عمل میں ہر قسم کے دنیوی نتائج بھی رکھ دیتے ہیں۔ دین پر صحیح عمل کر کے کبھی مسلمان ناکام اور مغلوب نہیں ہو سکتا۔ دین ہماری تمام ضروریات کا احاطہ کئے ہوئے ہے، خواہ وہ دنیا سے متعلق ضروریات ہوں یا آخرت سے متعلق ○○○

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں
اقبالؔ

ترجمان میں اشتہار دیکر
اپنی تجارت کو فروغ دیجئے
○

مسلمان عورت کا لباس

محمد عاصم الحداد (جدہ)

گھر کے اندر

گھر کے اندر یعنی محرم مردوں کے٭ سامنے عورت کے لباس میں جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(١) پہلی شرط یہ ہے کہ اس کے لباس سے چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ جسم کا پورا حصہ چھپا ہوا ہو۔

حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ ظاہر کرے اپنے منہ کے سوا - اور ہاتھ کی حد آپ نے خود پکڑ کر بتائی کہ اس طرح بتائی کہ آپ نے مٹھی اور ہتھیلی کے درمیان صرف مٹھی کی جگہ اور باقی تھی۔

(٢) دوسری شرط یہ ہے کہ وہ اس قدر موٹا اور ڈھیلا ڈھالا ہو کہ اس کے اندر سے بدن جھلکتا نظر نہ آتا ہو اور نہ جسم کی ساخت نمایاں ہوتی ہو۔

حضرت ابن عمر رضہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی رہتی ہیں اور دوسروں کو رجھاتی ہیں اور خود دوسروں پر ریجھتی ہیں اور بختی اونٹ کی طرح ناز سے گردن ٹیڑھی کرکے چلیں، وہ جنت میں ہرگز داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی۔ (مسلم)

حضرت ابن علقمہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضہ کی بھتیجی حفصہ رضہ ایک مرتبہ ان کے پاس آئیں اور انہوں نے ایک ایسی باریک چادر اوڑھ رکھی تھی جس سے ان کی پیشانی نظر آرہی تھی۔ حضرت عائشہ رضہ نے اسے پھاڑ ڈالا اور فرمایا کیا تمہیں ان احکام کا علم نہیں جو سورہ نور میں نازل ہوئے ہیں پھر آپ نے ایک موٹی چادر منگوائی اور انہیں پہنائی۔ (ابن سعد)

٭ محرم مردوں سے مراد شوہر کے علاوہ مندرجہ ذیل اشخاص ہیں۔

(١) باپ، دادا، پردادا، نانا، پرنانا (٢) شوہر کا باپ، دادا، پردادا، نانا، پرنانا (٣) بیٹا، پوتا، نواسا، شوہر کا بیٹا، پوتا، نواسا (٤) بھائی (٥) بھتیجے اور اس کی اولاد (٦) بھانجے اور اس کی اولاد (٧) چچا (٨) ماموں (٩) غلام (١٠) بچے

دحیہ کلبی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مصر کا بنا ہوا ایک کپڑا (قباطی) آیا۔ آپ نے ایک ٹکڑا اس میں سے مجھے دیا اور فرمایا کہ ایک حصہ پھاڑ کر اپنا کرتہ بنالو اور ایک حصہ اپنی بیوی کو دوپٹہ بنانے کے لئے دے دو مگر ان سے کہہ دو کہ اس کے نیچے ایک اور کپڑا لگالیں تاکہ جسم کی ساخت اندر سے نہ جھلکے۔ (ابو داؤد)

حضرت عمر رضہ نے ایک مرتبہ لوگوں میں مصر کے بنے ہوئے قباطی تقسیم کیا اور ان سے فرمایا: دیکھو تمہاری عورتیں اس کی قمیص نہ بنائیں۔

ایک آدمی نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! میں نے یہ کپڑا اپنی بیوی کو پہنایا اور جب وہ گھر کے اندر ادھر ادھر چلی پھری تو اس سے جسم نظر نہیں آیا۔ فرمایا: اس کی ساخت تو جھلکے گی۔ (بیہقی)

فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ایسا باریک کپڑا جس سے بدن کا رنگ نظر آئے اس میں عورت کی نماز نہیں ہوتی۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعہ)

(٣) تیسری شرط یہ ہے کہ وہ مردوں کے لباس کے مشابہ نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں جیسا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر بھی لعنت فرمائی ہے جو مردوں جیسا لباس پہنتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "وہ عورتیں ہم میں سے نہیں ہیں جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں، اور وہ مرد ہم میں سے نہیں جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔"

حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا عورت مردوں کا سا جوتا پہن سکتی ہے؟ فرمایا "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد بننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔"

(٤) چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ کافر عورتوں کے لباس سے مشابہ نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زعفران سے رنگے ہوئے دو کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا: یہ کافروں کے لباس میں سے ہیں اس لئے انہیں نہ پہنو۔

حضرت علی رضہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہودیوں اور نصاریٰ کے لباس سے پرہیز کرو اس لئے کہ جس شخص نے ان کا لباس اختیار کیا اور ان جیسا بننے کی کوشش کی میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

ظاہر ہے کہ یہ ہدایات صرف مردوں ہی کے لئے نہیں ہیں بلکہ جس طرح مردوں کے لئے ہیں اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ہیں۔

(٥) پانچویں شرط یہ ہے کہ اس کو شہرت حاصل کرنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ خواہ ایسا قیمتی ہونے کی وجہ سے کہ دوسروں پر اپنی دولت مندی کا رعب جمایا جائے یا اس لئے ایسا گھٹیا ہو کہ اس سے دوسروں پر اپنا زہد و تقویٰ ظاہر کیا جائے۔

حضرت ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس (مرد یا عورت) نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا اور پھر اس میں آگ سلگائے گا۔"

(ابو داؤد، ابن ماجہ)

(٢) گھر سے باہر!

گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں یعنی غیر محرم مردوں کے سامنے عورت کے لباس میں جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے ان میں سے پانچ کا ذکر ہم نے اوپر کی شرائط میں کر دیا ہے یعنی دوسری، تیسری، چوتھی اور پانچویں۔ ان کے علاوہ باہر نکلنے کی صورت میں مندرجہ ذیل تین مزید شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

(١) ایک شرط یہ ہے کہ اس لباس سے عورت کا پورا بدن اس طرح چھپا ہوا ہو کہ اس کا کوئی حصہ نظر نہ آتا ہو الا یہ کہ کوئی حصہ اس کے ارادہ کے بغیر از خود ظاہر ہو جائے یا اس کا چھپانا ممکن ہی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا (النور آیت ٣١) اور اے نبی! مومن عورتوں سے کہہ دو کہ جب وہ گھر سے باہر نکلیں تو اپنی نگاہیں بچا کر رکھیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں بجز اس کے جو ظاہر ہو یا ظاہر ہو جائے؟

اس آیت کا واضح مطلب یہ ہے کہ گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں مسلمان عورت کا لباس اس قسم کا ہونا چاہئے کہ اس سے اس کی آرائش و زیبائش کی نمائش نہ ہوتی ہو۔ البتہ جو چیز خود ظاہر ہو جیسے وہ چادر یا برقعہ جسے اوپر سے اوڑھا جاتا ہے کیونکہ اس کا چھپانا تو ہر حال میں ناممکن ہے یا جو چیز عورت کے ارادہ کے بغیر خود ظاہر ہو جائے جیسے چادر یا برقعہ کا ہوا سے کھل جانا تو اس پر اللہ کی طرف سے کوئی گرفت نہیں ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں یعنی عورتیں غیر محرم مردوں کے لئے اپنی زینت کا کوئی حصہ کھلا نہ رہنے دیں سوائے اس حصہ کے جس کو چھپانا ممکن ہی نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضہ فرماتے ہیں کہ الا ما ظھر منھا سے مراد وہ چادر یا کپڑا ہے جسے عرب کی عورتیں پردہ کرنے کے لئے اپنے لباس کے اوپر پہنا کرتی تھیں یا اس سے مراد وہ کپڑے ہو سکتے ہیں جو نیچے کی طرف سے اور چادر وغیرہ سے چھپے ہوئے نہ ہوں۔

اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

زراعت کی دنیا

دنیا کی آبادی گذشتہ پانچ برس کے عرصہ میں غذائی پیداوار کے مقابلہ میں دوگنی رفتار سے بڑھی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب غذائی قلت نے ایک عالمگیر مسئلے کی شکل اختیار کر لی ہے۔

اس وقت دنیا کی آبادی تین ارب اٹھائیس کروڑ نفوس پر مشتمل ہے اور اندازہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ پچاسی کروڑ انسان ہر روز بھوکے رہتے ہیں یعنی ہر سات آدمیوں میں سے ایک کو پیٹ بھر کر کھانا نہیں ملتا۔ مزید ایک ارب انسانوں کو بمشکل شکم سیر کیا جا سکتا ہے بقیہ انسان غذا انہیں زندہ اور مردہ انسانوں کے درمیان معلق رکھتا ہے۔

دقیانوسیت

پروٹین اور حیاتین کی کمی نے لاکھوں کروڑوں بچوں کو متعدد امراض میں مبتلا کر دیا ہے جو صرف ان کی جسمانیت پر برا اثر ڈالتے ہیں بلکہ ان کے دماغ کو اس قابل نہیں چھوڑتے کہ انہیں اسکول بھیجا جا سکے۔

یہ تمام افراد اپنے ملکوں پر ناقابل برداشت بوجھ بنے ہوئے ہیں۔ ان کی اکثریت ایشیا، افریقہ اور جنوبی امریکہ کے ممالک میں آباد ہے جہاں ابھی تک قدیم دقیانوسی زرعی طریقے استعمال کئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے زیادہ آبادی غذائی تنگی کا شکار ہے۔ ... کے ملک ہچوانا لینڈ کے چھ لاکھ باشندے پانچ سال سے قحط کا شکار ہیں۔ اب مغربی افریقہ بھی اسی مصیبت میں گرفتار ہوتا جا رہا ہے۔ نائیجیریا کی زمین زرخیز ہے لیکن حال ہی میں وہاں غذائی اشیاء کی قلت نے قیمتوں میں چالیس فی صد کا اضافہ کر دیا ہے۔

غذائی کمی کی وجہ سائنسی دور میں غیر سائنسی زراعت ہے

ہندوستان میں صورت حال سب سے خراب ہے ۱۹۶۵ء میں اس ملک کے باشندے امریکہ میں کل گیہوں کی پیداوار شدہ مقدار کا ایک چوتھائی حصہ کھا گئے جبکہ ۱۹۶۶ء میں انہیں پانچواں حصہ چاہئے تھا۔ پانچ سال قبل ہندوستان کو گیہوں پیداوار کا صرف ... حصہ درآمد کرنا پڑتا تھا۔

ہندوستان میں پیدا ہونے والے اناج کا ایک تہائی حصہ کیڑوں مکوڑوں، چوہوں اور گھن کی نذر ہو جاتا ہے۔ زرخیز میدانوں میں چاول کی پیداوار کا یہ عالم ہے کہ مصر کے مقابلے میں یہاں کی پیداوار ایک تہائی ہوتی ہے۔

جدید آلات سے عدم واقفیت جہالت ہے، تعصب، محنت کا فقدان، غلط ادہام، خرید و فروخت کے نقصان رساں طریقے ہماری غربت کے چند اسباب ہیں۔

عجیب اتفاق ہے کہ گذشتہ جنگ عظیم کے بعد دنیا کی آبادی میں جتنا بھی اضافہ ہوا ہے اس کا اسی فیصدی ان ملکوں کے حصے میں آیا۔ جو اسی کے لئے غذا فراہم کرنے کی سب سے کم صلاحیت رکھتے ہیں۔ ابتدائے آفرینش سے ۱۸۰۰ء تک دنیا کی آبادی ایک ارب نفوس تک پہنچی لیکن مزید صرف ۱۳۰ سال بعد ایک ارب سے دو ارب ہو گئی ہے اس کے بعد صرف ۳۰ سال لگے کہ دو ارب سے تین ارب اٹھائیس کروڑ ہو گئی۔ پہلے ہی دنیا میں اتنی لڑکیاں پیدا ہو چکی ہیں کہ وہ دنیا کی آبادی کو مزید بڑھا کر ۳۰ سال تک سات ارب چالیس کروڑ تک پہنچا دیں گی۔

اگر دنیا کی تمام اقوام خود اپنی ضروریات پوری کرنے کا فن نہیں سیکھیں گی تو بیس سال سے بھی کم عرصے میں پوری دنیا قحط کے چنگل میں گرفتار ہو جائے گی۔

زراعت میں نئے رجحانات کی ضرورت!

اس صورت حال کو تبدیل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ کہ تمام زراعت پیشہ لوگ نئے رجحانات کو کیسے چل ڈالیں، ظاہر ہے کہ انہیں اپنی اپنی حکومتوں کی مدد کی ضرورت پڑے گی۔ یہ مدد انہیں مل چکی ہے اور کیا وجہ ہے کہ دنیا بھر میں استعمال ہونے والے ٹریکٹروں میں سے صرف امریکہ میں ہیں۔ کیل فورنیا کے کسانوں نے اتنی ترقی کیسے کی کہ وہ چاول بونے، چاول کے کھیتوں میں کھاد ڈالنے اور انہیں کیڑوں مکوڑوں سے محفوظ رکھنے کے لئے کرم کش دوائیں چھڑکنے کے لئے ہوائی جہاز استعمال کرتے ہیں اس وقت امریکہ کا ایک کسان اتنی غذا کیسے پیدا کر لیتا ہے جو ۳۰ افراد کا پیٹ بھر دیتی ہے؟ ایک امریکی باشندہ غذائی اشیاء پر اپنی آمدنی کا صرف ۱۹ فی صد خرچ کرتا ہے جبکہ ہم اسی فی صد خرچ کرتے ہیں اور پھر بھی ہمارا پیٹ نہیں بھرتا۔

جن ملکوں نے بھی جدید سائنسی ذرائع سے استفادہ کیا وہ غذا کے معاملہ میں خود کفیل ہو گئے مثلاً ابھی کچھ عرصہ پہلے میکسیکو میں گیہوں کی پیداوار خرچ سے کم تھی لیکن اب یہی ملک اپنی ضرورت سے زیادہ گیہوں پیدا کر رہا ہے کیونکہ اس نے جدید سائنسی تحقیقات سے استفادہ کیا اور گیہوں کی ایک ایسی قسم کاشت کی جو نسبتاً کہیں زیادہ مقدار میں پیدا ہوتی ہے اسی طرح چاول کی بھی نئی قسمیں دریافت کی گئی ہیں جن سے پیداوار میں اضافہ ہوا ہے نئی قسم کے اسی گیہوں اور چاول میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کے ڈنٹھل کافی مضبوط ہوتے ہیں اور وہ وزنی خوشوں کا بوجھ برداشت کر لیتے ہیں ورنہ پوری فصل بکھر جاتی ہے۔

زمین کی سطح کا ... فی صد حصہ آبادی سے خالی ہے باقی ماندہ سطح کا بھی صرف ۷ فی صد حصہ قابل کاشت ہے باقی تمام ریگستان، بنجر، چٹیل علاقے ہیں۔ غذائی اناج صرف ان ملکوں میں زیادہ مقدار میں ہوتے ہیں جہاں کی آب و ہوا معتدل ہے۔ ابھی سائنس داں اس قابل تو نہیں ہوئے کہ وہ کسی ملک کی آب و ہوا یکسر تبدیل کر دیں لیکن وہ یہ ضرور جانتے ہیں کہ کسی ملک کی مٹی کو کس طرح خاطر خواہ زرخیز بنایا جا سکتا ہے۔ جدید کیمیاوی کھاد پیداوار بڑھانے میں بڑی معاون ثابت ہوتی ہے۔ ○○○

رسول اکرم ﷺ کی نماز

تالیف:-
علامہ محمد اسماعیل ... گوجرانوالہ
قیمت سات روپے ...
(علاوہ محصول ڈاک)

توحید کیا ہے؟

... احمد ...
قیمت دو روپے پچیس پیسے
2/25
علاوہ محصول ڈاک
مکتبہ ترجمان ...

عشاء کی نماز مغرب کے وقت میں پڑھی جاسکتی ہے؟

اسلامی مہینوں کا آغاز چونکہ چاند کے ہونے سے ہوتا ہے اس لئے جن ملکوں میں مطالع اکثر ابر آلود رہتے ہوں وہاں مہینوں کی صحیح تاریخوں کی تحدید کے سلسلے میں کافی پیچیدگی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جن ملکوں میں رات بہت چھوٹی ہو جاتی ہے یا شفق (وہ سفیدی یا سرخی جو سورج غروب ہونے کے بعد ہوتی ہے) رات گئے تک رہتی ہے یا بہت کم غائب ہوتی ہے وہاں مسلمانوں کے لئے نماز کے اوقات کی تحدید میں کافی دقت پیش آتی ہے۔ خصوصاً نماز عشاء کی ادائیگی یا سحری کے وقت کے تعین کرنے میں اور رمضان المبارک میں سحری کا مسئلہ اور زیادہ پیچیدہ ہو جاتا ہے۔

ان دونوں مسائل کی اہمیت کے پیش نظر سن ۱۹۷۰ء میں مسلم علماء فلک کا مکہ مکرمہ میں ایک اجتماع ہوا جس میں ان امکانات کا جائزہ لیا گیا کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے ایک نیا اسلامی کیلنڈر تیار کیا جا سکتا ہے اور کسی ایک مرکزی بنیاد پر چاند کی تاریخوں میں یکسانیت پیدا کی جا سکتی ہے۔ اس اجتماع میں علماء کی اکثریت کا رجحان تھا کہ چونکہ ذرائع مواصلات بے حد ترقی کر چکے ہیں اور ساری دنیا کا باہمی رابطہ انتہائی قریبی ہے اس لئے مسلمانوں کا ایک متفقہ اسلامی کیلنڈر ہونا چاہئے جس کے مطابق ساری دنیا کے مسلمان اپنے مذہبی تہوار منا سکیں۔ لیکن بعض علماء نے اس اصول کو تسلیم نہ کیا جس کی وجہ سے کانفرنس کوئی متفقہ فارمولا تیار نہ کر سکی۔

اس کے بعد یہ مسئلہ ۱۹۷۰ء میں کویت میں مسلم وزراء اوقاف کی کانفرنس میں پیش کیا گیا اور ۱۹۷۹ء میں اس مسئلے پر غور کرنے کے لئے ترکی میں مسلمان ملکوں کے مذہبی امور کے وزراء کی کانفرنس ہوئی اور ۱۹۸۰ء میں مسلم وزراء خارجہ کی جو اسلام آباد میں ہوئی اس میں بھی یہ مسئلہ زیر بحث آیا لیکن بعض ملکوں کے علماء کی انتہا پسندی کی وجہ سے کسی بھی کانفرنس میں اتفاق رائے نہ ہو سکا۔

اس سلسلے میں رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام برسلز (بلجیم) میں ایک مجلس مذاکرہ ہوئی جس میں یورپی ممالک کے نمازوں کے اوقات کے تعین کے سلسلے میں متفقہ ٹائم ٹیبل تیار کرنے پر غور کیا گیا۔ اس اجلاس میں رابطہ اسلامی اور اسلامی کانفرنس کے نمائندوں کے علاوہ مغربی جرمنی، برطانیہ، انڈونیشیا، اٹلی، پاکستان، بلجیم، ترکی، تیونس، الجزائر، ڈنمارک، آسٹریا، کویت، سعودی عرب، شام، سوئٹزرلینڈ، فرانس، ہالینڈ اور دیگر اسلامیہ کے علماء اور ماہرین شریک ہوئے۔ یہ اجتماع ۲۳ جون ۱۹۸۰ء کو منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں بعض یورپی ممالک کی اس صورت حال کا جائزہ لیا گیا۔ جو وہاں شفق (غروب آفتاب کے بعد کی روشنی) غائب نہ ہونے یا تھوڑی دیر تک رہنے کی وجہ سے نماز عشاء کی ادائیگی کے سلسلے میں پیدا ہوئی ہے چنانچہ بحث و تحقیق کے بعد علماء ماہرین نے اتفاق رائے سے درج ذیل بیان جاری کیا جس کا متن ہم عام یکجہتی اور افادے کے لئے قارئین ترجمان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

"اجتماع کے شرکاء نے ان ممالک پر بطور خاص غور کیا جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں جو ۴۵ درجے کے بعد واقع ہیں اور جہاں شفق غائب نہیں ہوتی یا زیادہ دیر تک رہتی ہے اور کبھی پوری رات باقی رہتی ہے اور لوگوں کے لئے عشاء کی سفیدی اور فجر کی سفیدی میں فرق کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ ایسے حالات میں عشاء کی نماز کو فجر تک مؤخر کرنے یا دیر تک اس کا انتظار کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کو ذہنی اور جسمانی تکلیف لاحق ہوتی ہے اور بعض اوقات ان کے کاروبار کے اوقات بھی متاثر ہوتے ہیں۔ چونکہ شریعت اسلامیہ کے احکام کا مقصد کسی کو نقصان پہنچانا یا مشقت میں ڈالنا نہیں بلکہ دین اسلام مسلمانوں سے ضرور تکلیف کو دور کرتا ہے اور مریض یا اس جیسے مجبور کے لئے اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے اس نے دو نمازوں کو ایک ساتھ پڑھنا جائز قرار دیا ہے جن میں جمع ہو سکتا ہے۔

اس لئے وہ مسلمان جو ایسے علاقوں میں رہتے ہیں جہاں عشاء اور فجر کا فاصلہ بہت کم رہ جاتا ہے وہ بھی معذور اور تکلیف کے لحاظ سے مریض کی طرح ہیں۔ کیونکہ رات دیر تک عشاء کی نماز کے انتظار کے لئے بیٹھنا، رات کا طویل حصہ جاگنا پھر صبح کام پر چلے جانا اور اس انتظار کی وجہ سے سونے کا وقت نہ ملنا ان وجوہ سے اسکی صحت خراب ہونے اور کام کاج پر نقصان دہ اثرات پڑتے ہیں لہٰذا ایسے حالات میں مغرب اور عشاء کی نماز پہلے وقت میں اکٹھی ادا کرنا جائز ہے اور شریعت کی نرمی اور مشقت کی بنیاد پر دو نمازوں کے جمع کرنے میں تقدیم و تاخیر کی تحدید بھی نہیں ہوگی۔

اس کے ساتھ شرکاء اجتماع نے احتیاط برقرار رکھنے کے لئے ان ملکوں میں عشاء کے وقت کا تعین کرنا بھی ضروری سمجھا ہے جہاں سفیدی غائب نہیں ہوتی۔ تاکہ اگر کوئی شخص عشاء اس وقت میں پڑھنا چاہے تو اسے سہولت رہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایسی حالت میں معتدل ممالک کی شفق کا اعتبار کیا جائے، جیسے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہیں، وہاں عشاء کی نماز کے وقت غروب آفتاب کے وقت کا جو فرق ہے اسے ملحوظ رکھتے ہوئے یا اس کو چھوڑ کے ان ممالک میں شفق کی موجودگی میں نماز عشاء کا وقت مقرر کیا جاسکتا ہے۔

اجلاس میں مصنف عبدالرزاق کے حوالے سے حضرت عمر بن خطابؓ کا یہ قول پیش کیا گیا کہ عشاء پڑھو اور ایک نسخے کے مطابق نماز عشاء میں جلدی کرو۔ قبل اس کے کہ مریض سو جائے اور مزدور سست پڑ جائے۔ کتاب ناظورۃ الحق میں شفق غائب نہ ہونے کے باوجود عشاء کی فرضیت کے بارے میں آتا ہے کہ ظہیر الدین المرغینانی جب فرغانہ سے بخارا آئے تو انہوں نے دیکھا بخارا کے بعض شکستہ رنگ عشاء کی نماز شفق غائب ہونے سے پہلے پڑھتے ہیں تو انہوں نے روکنا چاہا لیکن اس سے پہلے ان کی ملاقات شمس الائمہ سرخسی سے ہوگئی تو انہوں نے ان سے مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا ان کو نہ روکو، اگر تم منع کروگے تو ہوسکتا ہے یہ سست لوگ نماز پڑھنا ہی چھوڑ دیں جبکہ اب (شفق غائب ہونے سے پہلے) عشاء کی نماز ایسے وقت میں ادا کرتے ہیں کہ بعض ائمہ نے اجازت دی ہے۔

ان دلائل کی روشنی میں عشاء کے لئے شفق کے غائب ہونے کو لازمی قرار نہ دیا جائے بلکہ شرکاء اجلاس کے نزدیک جس شخص کو راحت ہے کہ وہ شفق غائب ہونے کے لئے ایک انتظار کر سکتا ہے اور اس سے کسی قسم کی مشقت یا ضرر بھی لاحق نہیں ہوتا تو وہ ایسے علاقے میں جہاں شفق دیر سے غائب ہوتی ہے وہاں غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھ سکتا ہے۔

اس کے علاوہ اس بات کی بھی وضاحت کی گئی کہ جن علاقوں میں چوبیس گھنٹے دن ہے یا چوبیس گھنٹے رات ہے جیسا کہ خط عرض ۶۶ پر ہے تو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے قریبی علاقے کے خط عرض کا اعتبار کریں اور وہ ۶۶ خط عرض والوں کے لئے ۶۳ ق ہے اور اس طرح وہ اندازے سے کم از کم رات تین گھنٹے شمار کریں گے اور یہ قاعدہ ان جگہوں کے لئے بھی ہوگا جہاں رات اور دن تین گھنٹے سے کم ہوتا ہے اور ایسی صورت میں وہاں روزے کا آغاز سورج کے غروب ہونے سے ۱۲ گھنٹہ گذشتہ بعد ہوگا۔ اور جہاں رات تین گھنٹے سے زیادہ ہوتی ہے اور شفق کی کوئی ... علامت ظاہر نہیں ہوتی تو دن روزے کی ابتدا کے لئے جو آخری علامت ہوگی اسی کا اعتبار ہوگا۔ ○○○

احباب جماعت کی خدمت میں

ہمدرد الفی "ترجمان" (خصوصاً) اور جماعت اہل حدیث (عموماً) کے لئے اپنے تعلیمی، تبلیغی اور تنظیمی خدمت گزار ترجمان کے تعارف کی ضرورت نہیں، بحمد اللہ یہ اپنا تعارف آپ ہے۔ تاہم اس کی جو بھی تاریخی، علمی، تحقیقی اور پُر وقار حیثیت ہے وہ اللہ عزوجل کی توفیق واعانت اور احباب جماعت کی خصوصی توجہات کی رہین منت ہے۔ ادارہ "ترجمان" جہاں اللہ تعالیٰ سے توفیق مزید کے لئے دعا گو ہے، وہاں اپنی جماعت کی زیادہ سے زیادہ حوصلہ افزائی کا متمنی ہے۔ ہمارے احباب شعبان و رمضان کے مبارک ایام میں بالخصوص "ترجمان" کو اپنی توجہات سے نوازتے ہیں۔

الحمد للہ کہ "ترجمان" بفضلہ تعالیٰ ہر اعتبار سے بتدریج ترقی کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔ بیک وقت ترقی میں اس کے محدود وسائل مانع ہیں، اگرچہ گذشتہ سالوں کے ہزاروں کے قرض کے سبب تا حال اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہو سکا بلکہ قارئین کرام کے اس دیرینہ مطالبے کی تکمیل کے سلسلے میں کہ "ترجمان" صورۃً بھی جاذب نظر ہونا چاہیئے۔ اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں۔

اندریں حالات کارکنان "ترجمان" بجا طور پر متوقع ہیں کہ احباب جماعت مخیر حضرات اور ہمدردان "ترجمان" اس سال بھی اپنے اس جریدے کی توسیع اشاعت اور ادائیگی قرض میں دل کھول کر حصہ لیں گے اور اس کی مزید ترقی کے لئے بھرپور تعاون کریں گے واجرکم علی اللہ

یاد رکھئے

ادارہ کو نقصان پہنچانا مرکزی جمعیۃ اہل حدیث کو نقصان پہنچانا ہے اس لئے ادارہ نے ہمیشہ تاقی یا زائد رقم کا پیشگی بھیجنا (الاؤنس) ضروری کہا ہے کیونکہ ہر قسم کی مطلوبہ کتب دیگر کتب خانوں سے نقد رقم دیکر خریدار صاحبان کی فرمائش پوری کرتے ہیں اور محدود منافع پر مہیا کرتے ہیں۔ فرمائش کتب لکھتے وقت اپنا نام و پتہ صاف لکھیں۔

ادارہ مکتبہ ترجمان

منیجر

ضروری گذارش

اخبار ترجمان کے معزز خریدار۔ خریداری نمبر نہیں لکھتے ان کی بے پروائی سے ہمیں کتنی دشواری اٹھانی پڑتی ہے؟ ادارہ کے ملازمین ہی جانتے ہیں تین چار ہزار خریداروں میں سے نمبر تلاش کرنا کوئی معنی رکھتا ہے براہ کرم خریداری نمبر کا حوالہ ضرور لکھیں۔ نئے خریدار حضرات منی آرڈر کے کوپن پر یہ ضرور لکھیں رقم ترجمان کے نئے خریدار ہیں) نوٹ: ۵۰ پرانے خریدار واجب الادا رقم بھیج کر فرمت سے مسبکدوشی حاصل کریں۔

(منیجر ترجمان)

رزق حلال کی اہمیت

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا وان اللہ امر المؤمنین بما امر بہ المرسلین فقال یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا وقال تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم ثم ذکر الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمد یدیہ الی السماء یا رب یا رب ومطعمہ حرام ومشربہ حرام وغذی بالحرام فانی یستجاب لذلک۔ رواہ مسلم

(مشکوٰۃ۔ کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال ص۲۴۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ صرف پاک (حلال) چیزوں کو قبول فرماتا ہے اور اس نے مومنوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو حکم اس نے پیغمبروں کو دیا۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اے پیغمبرو! پاک اور حلال چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو" اسی طرح مومنوں کے لئے اللہ نے حکم فرمایا "اے ایمان والو! ہم نے جو چیزیں تمہیں دی ہیں، ان میں سے پاکیزہ (حلال) چیزیں کھاؤ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر (بطور مثال) فرمایا کہ وہ دور دراز کا سفر کرتا ہے۔ پراگندہ بال، گرد و غبار میں اٹا ہوا، آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر یا رب یا رب پکارتا ہے (یعنی دعا کرتا ہے) لیکن حال اس شخص کا یہ ہوتا ہے کہ اس کا کھانا بھی حرام کا، پینا بھی حرام کا اور جسم پر لباس بھی حرام کا ہوتا ہے۔ اس کی نشوونما ہی حرام غذا سے ہوئی ہوتی ہے۔ ایسے (حرام خور) شخص کی دعا کیونکر قبول ہو سکتی ہے؟

ترجمان گھر گھر پہنچائیے

تبلیغ دین ہر مسلمان کی فرض ڈیوٹی ہے اگر آپ کسی وجہ سے خود دینی تبلیغ کا ثواب حاصل نہیں کر سکتے تو اس کی آسان ترکیب یہ ہے کہ ترجمان اپنے حسب منشاء کسی صاحب کے نام جاری کرا کے یا کسی مدرسہ یا لائبریری کے نام جاری کرا کے بھی ثواب کے مستحق ہو سکتے ہیں ترجمان کا چندہ سالانہ صرف پندرہ روپے ہے امید ہے آپ پہلی فرصت میں توجہ فرمائیں گے (ادارہ)

ذرا سوچئے

کہ آپ ہمدرد ہیں یا اس کے برعکس

اکثر خریدار مکتبہ ترجمان کو آرڈر دیتے ہیں کہ مطلوبہ کتب سپلائی کر دی جاتی ہے مگر بیشتر خریدار یہ لفظ لکھ کر ارسال کرتے ہیں کہ ہم انشاء اللہ وی۔پی ضرور چھڑا لیں گا مگر وہ انشاء اللہ پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ پاتی۔ پارسل واپس آتے ہیں کتابوں کے پارسل اکثر پیکنگ سے بوسیدہ حالت میں ملتے ہیں ڈاکخانہ والے یا ریلوے والے اس کو پھول کی طرح اٹھاتے نہیں بری طرح پٹختے ہیں ایسی صورت میں کتابیں پھٹ جاتی ہیں اور بیکار ہو جاتی ہیں کیا مطالعہ کے قابل اس کی کیا کوئی قیمت دے سکیں گی۔

ذرا سوچئے

ادارے کو نقصان پہنچانا تو تا عدہ سوائے چند کتب فروشوں کے پارسل نہ چھڑانا اپنی توہین سمجھتے ہیں کاروبار میں صحیح طریقہ کو ہر حالت میں برقرار رکھتے ہیں۔

* بہت سے الا ماشاء اللہ اس کے برعکس۔

علم و ایمان کی اس خداداد مملکت میں نماز کہاں ہے؟ ایک جائزہ

حافظ عبدالقیوم قریشی

نماز دینِ اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور اسلامی عبادات و فرائض میں نماز کو ایک امتیازی درجہ حاصل ہے، جملہ دینی عبادات جنہیں حاکمِ اعلیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا تھا وہ سب کی سب آسمان سے زمین پر حضور کے پاس جبرئیل امین لایا تھا، لیکن نماز ایک ایسی عبادت اور ایک ایسی تنہا فریضہ ہے جس کے لئے خود محبوبِ کبریا کو معراج کی شب مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ لے جایا گیا پھر وہاں سے آپ سمٰوٰتِ العلیٰ اور سمٰوٰت العلیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ رسید ہوئے جہاں ساتویں آسمان پر نماز فرض کی گئی۔

قرآن مجید میں بے شمار آیات نماز کے بارے میں مرقوم ہیں جو مسلمانانِ اسلام کو نماز کے قیام، نماز کی حفاظت اور اس کی بروقت ادائیگی پر ابھارتی ہیں۔ فرمانِ ایزدی ہے۔ ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتاً۔ نماز مسلمانوں پر فرض کی جا چکی ہے اور اس کی ادائیگی کا وقت بھی مقرر ہے۔ احادیثِ رسولِ مقبول میں بھی نماز کے بارے میں [illegible] پڑی ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث پاک میں سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی اہمیت کے بارے میں یوں تشریح فرمائی۔

الصلوٰۃ عماد الدین من اقامھا فقد اقام الدین ومن ترکھا فقد ھدم الدین۔

نماز دین کا ایک اہم ستون ہے جس نے نماز کو قائم کیا اس نے دین کی عمارت مکمل کر لیا اور جس نے نماز کو ترک کر دیا اس نے دین کی عمارت کو گرا دیا۔

اس مختصر تمہید کے بعد جملہ سرکاری حکام اور اقتدارِ اعلیٰ کے با اختیار افراد پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ نماز کو اولین ترجیح دیں اور ادا کریں اور مظاہرِ رسمیہ کے طور پر جمعۃ المبارک اور دیگر نمازوں میں مساجد کی طرف رجوع کریں تاکہ نماز باجماعت کا ذوق عوام و خواص کے قلوب و اذہان پر چھا جائے اور محکوم اپنے حاکم، غلام اپنے آقا، رعیت اپنے بڑوں کو دیکھ کر ان کی اقتدا میں مساجد کی طرف چلنے لگیں چنانچہ مشہور مقولہ ہے!

الناس علی دین ملوکھم یعنی رعایا ہمیشہ اپنے بادشاہوں کے مسلک اور ان کے طور اطوار کو اپنایا کرتی ہیں۔

ویسے بھی صالح سربراہ اپنی رعیت کے لئے ایک نمایاں نمونہ ہوتا ہے اور اس کی ذات سے نکلی ہوئی ہر بات اس کی رعیت پر فی الفور اثر کرتی ہے، خدا بزرگ و برتر حضرت امام حسن بصریؒ پر رحم فرمائے اور انہیں ظلِ عرش میں جگہ دے فرمایا کرتے تھے۔ لو اعلم ان لی دعوۃ مستجابۃ عند اللہ لجعلتھا للولی لان اللہ یصلح بصلاحہ خلقاً کثیراً۔

اگر مجھے اپنی دعا کے بارگاہِ الٰہی میں مستجاب ہونے کا علم ہو جائے تو سب سے پہلے میں ملوک و سلاطین کے حق میں دعا مانگا کروں کیونکہ خداوند قدوس ان کی بدولت کثیر مخلوق کو راہِ ہدایت سے مستفیض فرماتا ہے۔

اس لئے ہم یہاں یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ تعمیرِ جمہوری جہاں عوامی نمائندوں کے اجلاس منعقد ہوتے ہیں وہاں ہر نماز کے لئے اذان بھی دی جانا چاہئے اور صدرِ مجلس پر لازم ہے کہ وہ ارکانِ مجلس پر لازم کرے اور جملہ شرکاء کی امامت کے فرائض سرانجام دے اور جملہ حاضرینِ مجلس ایک ربِ کبیر کے سامنے جھک جائیں، یہ وہ مساوات ہے جسے اسلام نے مسلمانوں پر فرض قرار دیا ہے کہ اسلام نے مساوات کو محض جاذبِ نظر اور بے نکا شعار نہیں بنایا بلکہ نماز مساوات کی مشق گاہ ہے جہاں امراء و غرباء ایک صف میں شانہ بشانہ کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ بقول علامہ اقبال مرحوم:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ ایوانِ جمہوری جہاں مختلف طرز کے اجلاس منعقد کئے جاتے ہیں وہ قبل از ظہر شروع ہوتے ہیں اور عشاء کے بعد تک جاری رہتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنا قیمتی وقت تجارت، دستکاری اور ذاتی مسائل میں صرف کر دیتے ہیں۔ لیکن نماز کے لئے چند منٹوں سے بھی بخل سے کام لیتے ہیں۔

آئیے قارئین کرام ہم آپ کو شاہی ایوانوں، سرکاری عمارتوں، کارپوریشن، کاروباری مراکز اور تعلیمی اداروں میں لئے چلتے ہیں۔ جہاں آپ کے لئے یہ اندازہ لگانا مشکل نہ ہوگا کہ علم و ایمان کی اس خداداد مملکت میں نماز کا وجود کہاں تک ممکن ہے۔

ایوانِ شاہی میں نماز

ایوانِ شاہی میں وقتاً فوقتاً مختلف داخلی اور خارجی اجلاس منعقد ہوتے رہتے ہیں جو بعض اہم مسائل و معاملات پر مبنی ہوتے ہیں جن میں سربراہان، وزراء، افسران، صحافیوں اور شعراء، نامہ نگاروں اور ہر مکتبِ فکر کے لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے مگر ماتم یہ ہے کہ انتہائی اجلاس میں ماکولات و مشروبات اور چائے کے لئے تو عمدہ وقفہ نکالا جاتا ہے لیکن نماز کے لئے چند منٹوں کا اجلاس میں بہت بڑی رکاوٹ سمجھا جاتا ہے سربراہِ مملکت کے لئے ہمارا مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ جب بھی اس خداداد ملک میں اس قسم کے ملکی اور غیر ملکی اجلاس بلائے جائیں تو کم از کم نماز کے لئے اجلاس ملتوی کر دیا جانا چاہیے تاکہ اجلاس میں اوقاتِ نماز میں جملہ شرکاء بروقت نماز ادا کر سکیں بلکہ خود سربراہِ مملکت کو چاہیے کہ وہ اپنے اوقات میں، اچھے وزیروں، مشیروں اور ارکانِ مجلس کی امامت کے فرائض سرانجام دے۔ نیز ہم سربراہِ مملکت سے یہ مطالبہ بھی کریں گے کہ مجلسِ وزراء کو نماز کے بارے میں ایک مثالی عمل کریں تاکہ اجلاس میں جلوہ گر ہیں پر اچھے اثرات مرتب ہو سکیں۔

کاروباری مراکز میں نماز

آئیے ہم آپ کو فیکٹریوں، ملوں، فرموں، کمپنیوں، تجارتی اور کاروباری مراکز میں لے چلتے ہیں۔ جہاں مالکوں اور مزدوروں کی کثرت پائی جاتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ملازمین اور ملازمین صرف اپنی تعمیر کاروبار پر مرکوز رکھتے ہیں لیکن کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا ہے کہ نماز کو بجا لانا اہم ذمہ داری ہے، ہم بڑی معذرت کے ساتھ اللہ سے یہ عرض کریں گے کہ خدارا جب بھی نماز کا وقت آ جائے تو آجر و اجیر دونوں مسجد کی طرف رجوع کریں اور کسی مالک یا منتظم کو چاہیے کہ وہ عمال کی امامت کے فرائض سرانجام دے، اسی طرح ہم مالکان سے بھی گزارش کریں گے کہ وہ مزدوروں کی ڈیوٹیاں ایسے طریقے سے مرتب کریں کہ کاروبار بھی معمول کے مطابق چلتا رہے اور نماز کی ادائیگی میں بھی کسی قسم کی رکاوٹ نہ آئے۔ ۰۰۰

عصری اسلوب میں اسلامی لٹریچر

مولانا وحید الدین خاں کے قلم سے

۱. الاسلام	۱۵-۰۰
۲. مذہب اور جدید چیلنج	۱۵-۰۰
۳. ظہورِ اسلام	۱۵-۰۰
۴. دین کیا ہے؟	۲-۰۰
۵. قرآن کا مطلوب انسان	۵-۰۰
۶. تجدیدِ دین	۳-۰۰
۷. اسلام دینِ فطرت	۳-۰۰
۸. تعمیرِ ملت	۳-۰۰
۹. تاریخ کا سبق	۳-۰۰
۱۰. مذہب اور سائنس	۵-۰۰
۱۱. عقلیاتِ اسلام	۳-۰۰
۱۲. فسادات کا مسئلہ	۲-۰۰
۱۳. انسان اپنے آپ کو پہچان	۱-۰۰
۱۴. تعارفِ اسلام	۲-۵۰
۱۵. اسلام پندرہویں صدی میں	۲-۰۰
۱۶. راہیں بند نہیں	۳-۰۰
۱۷. دینی تعلیم	۲-۰۰
۱۸. ایمانی طاقت	۲-۰۰

جماعتی خبریں

صدر مدرسہ حمایت الاسلام ہاسپیٹ ضلع بلہاری (کرناٹک) کا انتقال پر ملال

"آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے"

اقوام و ملل کی تاریخ میں خوشی کے ایام بھی آتے ہیں اور رنج و الم کے دن بھی۔ خوشی اور غمی کے بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں کہ صدیاں بیت جاتی ہیں مگر خوشی کی کہانیاں [illegible] تازہ اور غمی کے زخم ہر بار تازہ [illegible] ہیں۔ تاریخ انسانیت [illegible]

کتنے بادشاہ [illegible] ہو گئے کتنے بادشاہ آئے گئے، عالم، فاضل، محقق، محدث، فقیہ، مفسر اپنے زمانوں میں آئے [illegible] مگر آخر میں ان کو موت کا پیالہ پینا پڑا۔ عوام کی موت [illegible] روزانہ ہزاروں لاکھوں لوگ دنیا میں [illegible] موت کے آغوش میں چلے جاتے ہیں [illegible] اسی طرح کا ایک تاریخی سانحہ [illegible] ۱۹۸۱ء بروز [illegible] شعبان المعظم [illegible] ہاسپیٹ کی ایک مشہور و معروف بزرگ ہستی [illegible] الحاج [illegible] صاحب [illegible] سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ [illegible]

[illegible]

مدرسہ حمایت الاسلام ہاسپیٹ کا عظیم الشان اجلاس

[illegible]

مدینۃ العلوم الاسلامیہ بلہاری کرناٹک کے سالانہ اجلاس کی روداد

[illegible]

شرائط ایجنسی

[illegible]

(منیجر)

D (D) 712

FORTNIGHTLY TARJUMAN

317, PRESS STREET, SADAR BAZAR, DELHI-110006

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند کا نصاب

[illegible] آپ بھی اپنے مدارس [illegible] یہ نصاب میں داخل کیجیے۔

	پیسے
چمن اسلام قاعدہ	1—50
چمن اسلام حصہ اول	1—50
چمن اسلام حصہ دوم	2—75
چمن اسلام حصہ سوم	3—00
چمن اسلام حصہ چہارم	4—00
چمن اسلام حصہ پنجم	5—00
اسلامی کہانیاں حصہ اول	1—50
اسلامی کہانیاں حصہ دوم	3—00
اسلامی کہانیاں حصہ سوم	3—50
معلومات عامہ حصہ اول	1—50
معلومات عامہ حصہ دوم	3—00
معلومات عامہ حصہ سوم	3—50
آسان حساب حصہ اول	1—50
آسان حساب حصہ دوم	2—30
آسان حساب حصہ سوم (زیر طباعت)	4—00
آسان حساب حصہ چہارم (")	4—00
[illegible]	1—00
[illegible] (زیر طباعت)	1—00

نوٹ: آسان حساب حصہ دوم و سوم انشاءاللہ [illegible] آرہا ہے۔

دیگر نشریات

حسن بصری	1—00
[illegible]	1—00
[illegible]	2—50
[illegible]	1—00
[illegible]	5—50
تفسیر ابن کثیر پارہ اول	5—50
" دوم	3—00
" مجلد یکجا	11—00
[illegible]	1—50

[illegible]

منیجر مکتبہ ترجمان

مولانا آزاد کی مشہور تصانیف

مضامین الہلال صفحات ۳۳۰ مجلد	۶/۰۰ روپے
تبرکات آزاد [illegible] صفحات ۳۴۴	۱۶/۰۰
قول فیصل عمدہ طباعت مجلد	۶/۵۰
[illegible]	۶/۰۰
غبار خاطر	۲۶/۰۰
انسانیت موت کے دروازے پر [illegible]	
[illegible]	۶/۰۰
کاروان خیال مجلد	۶/۰۰

محصول ڈاک بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس نمبر ۱۳۰۶ دہلی

تصانیف حضرت مولینا

ثناء اللہ امرتسری

اسلام اور اہلحدیث	۱/۰۰
اہلحدیث کا مذہب	۵/۰۰
ثنائی ترجمہ والا قرآن مجید کا [illegible]	
[illegible]	۴/۰۰

[illegible]	۱۰/۵۰
[illegible]	
[illegible]	۳/۰۰
[illegible]	۵/۰۰

[illegible] محصول ڈاک بذمہ خریدار

رحمۃ للعالمین اول دوم سوم مجلد یکجا	۲۶/۵۰
ترمذی شریف اردو مجلد مکمل دو جلد	۷۵/۰۰
[illegible]	۶/۰۰
[illegible] مکمل سات حصے مجلد یکجا	۳۶/۰۰

ایس ایم [illegible] پرنٹر و پبلشر نے مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند کی جانب سے [illegible] پرنٹنگ پریس گلی [illegible] بازار [illegible] میں چھپوا کر ۳۱۷ پریس اسٹریٹ صدر بازار دہلی سے شائع کیا۔

آپ کے مطالعہ کیلئے مستند و نادر کتب

(۱) کلمہ طیبہ، [illegible] خان	۱/۰۰
(۲) شرک کیا ہے [illegible]	۲/۵۰
(۳) [illegible] الاسلام [illegible]	۲/۵۰
(۴) [illegible]	۱/۲۵
(۵) [illegible]	۲/۰۰
(۶) [illegible]	۲/۵۰
(۷) قانون الٰہی یا انسانی [illegible]	۲/۵۰
(۸) چالیس حدیث [illegible]	[illegible]
(۹) قرآن اور دعوت انقلاب سید قطب شہید	۲/۲۵
(۱۰) اقبال اور [illegible]	۶/۰۰
(۱۱) [illegible]	۳/۵۰
(۱۲) حضرت عائشہ کی شادی اور اصل عمر [illegible]	۷۵ پیسے
(۱۳) رسول اکرم کی نماز [illegible]	۶/۰۰ روپے

[illegible] محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان، ۳۱۷ پریس اسٹریٹ صدر بازار دہلی

مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس نمبر ۱۳۰۶ دہلی

۱۵ اگست سنہ ۱۹۸۱ء

مطابق ۱۴ شعبان ۱۴۰۱ھ

بروز ہفتہ

D (D)/N) 712